باب 6

فوجداری عدلیہ کی تفہیم

جب ہم کسی شخص کو قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے دیکھتے ہیں تو فوراً پولیس کو اطلاع دینے کے بارے میں سوچتے ہیں۔ آپ نے حقیقی زندگی میں یا فلموں میں پولیس افسروں کو رپورٹ لکھتے ہوئے اور لوگوں کو گرفتار کرتے ہوئے دیکھا ہوگا۔ چوں کہ لوگوں کو گرفتار کرنے کا کام پولیس کرتی ہے اس لیے ہمیں اکثر غلط فہمی ہوتی ہے کہ شاید یہ فیصلہ کرنا بھی پولیس کا کام ہے کہ کوئی شخص مجرم ہے یا نہیں۔ لیکن یہ حقیقت سے بعید ہے۔ گرفتاری کے بعد یہ فیصلہ کرنا عدالت کا کام ہے کہ ملزم (Accused) مجرم ہے یا نہیں۔ دستور کے مطابق اس شخص کو جس کے اوپر جرم کا الزام ہے، منصفانہ مقدمہ کا موقع حاصل ہونا چاہیے۔

کیا آپ منصفانہ مقدمہ کا مطلب جانتے ہیں؟ کیا آپ نے ابتدائی تفتیش کی رپورٹ (First Information Report) کے بارے میں سنا ہے؟ یا کیا آپ جانتے ہیں کہ سرکاری وکیل کسے کہتے ہیں؟ اس باب میں ہم چوری کا ایک فرضی مقدمہ بیان کریں گے تا کہ فوجداری مقدمے کا طریقۂ کار اور مختلف لوگوں کا کردار سامنے آسکے۔ بہت سے معاملے اسی طریقۂ کار سے گزرتے ہیں جن کا بیان ہم اس فرضی مقدمہ میں کر رہے ہیں۔ اس لیے اس طریقۂ کار کو سمجھنا اور فوجداری انصاف حاصل کرنے میں مختلف لوگوں کے کردار کو سمجھنا بہت اہم ہے۔ اگر ایسا کوئی موقع آئے تو اس طریقۂ کار کا علم آپ کے لیے فائدہ مند ثابت ہوگا۔

18.7.06

مسز شندے ممبئی میں اپنی رہائش گاہ میں کپڑے تبدیل کر رہی ہیں۔ وہ پچھلے ایک گھنٹے سے اپنی سونے کی زنجیر تلاش کر رہی ہیں۔

شانتی ہیمبرم پچھلے تین سالوں سے اس گھر میں کام کرتی آ رہی ہے

شندے صاحب شانتی کے صندوق کی تلاشی لیتے ہیں۔ انھیں اس میں ایک لفافہ میں دس ہزار روپے ملتے ہیں وہ شانتی پر برس پڑتے ہیں۔ انھیں یقین ہو جاتا ہے کہ شانتی نے زنجیر بیچ کر یہ رقم حاصل کی ہے۔

شندے صاحب پولیس اسٹیشن میں آتے ہیں۔

سب انسپکٹر راؤ، شندے صاحب کی ایف آئی آر (FIR) درج کر لیتے ہیں۔

شندے صاحب سب انسپکٹر راؤ کے ساتھ گھر واپس آتے ہیں۔

19.7.06

شانتی کا بھائی سشیل سب انسپکٹر راؤ سے شانتی کو چھوڑنے کی درخواست کرتا ہے۔

سب انسپکٹر راؤ سشیل کو زبردستی دو دن تک پولیس اسٹیشن میں رکھتا ہے۔ سب انسپکٹر راؤ اور دوسرے کانسٹبل اسے گالیاں دیتے اور مارتے ہیں۔ وہ اس سے یہ کہلوانے کی کوشش کرتے ہیں کہ وہ اور شانتی گھریلو ملازمین کے ایک ایسے گروہ کے سردار ہیں جو گھروں سے زیورات چراتے ہیں۔ شندے کے پڑوس سے بھی زیورات کی چوری کی شکایتیں آئی تھیں۔ سشیل یہی کہتا رہا کہ وہ بے گناہ ہے اور ایک فیکٹری میں ملازم ہے۔ اس لیے پولیس نے اسے دو دن کے بعد چھوڑ دیا۔

23.8.06

اگرچہ عدالت نے ایک ماہ کے بعد شانتی کی ضمانت منظور کر لی۔ لیکن وہ بیس ہزار روپیہ کی ضمانت کے لیے کسی شخص کو تیار نہ کر سکی۔ اس لیے وہ جیل سے باہر نہ آ سکی۔ وہ خوف اور دہشت کے عالم میں تھی۔ اسے اس بات کی فکر بھی تھی کہ مقدمہ کے دوران کیا ہوگا۔

14.9.06

پولیس مجسٹریٹ کی عدالت میں فردِ جرم داخل کرتی ہے۔ عدالت اس کی ایک نقل گواہوں کے بیانات کے ساتھ شانتی کے حوالہ کرتی ہے۔ شانتی عدالت سے کہتی ہے کہ اس چوری کے جھوٹے مقدمہ میں دفاع کے لیے اس کے پاس کوئی وکیل نہیں ہے۔

عدالت ایڈوکیٹ کملا رائے کو حکومت کے خرچ پر شانتی کے دفاع کے لیے وکیل مقرر کرتی ہے۔

آئین کے آرٹیکل 22 کے تحت ہر شخص کو اپنے دفاع کے لیے وکیل کرنے کا بنیادی حق ہے، آئین کا آرٹیکل 39 اے حکومت کو پابند کرتا ہے کہ اگر کوئی شخص غربت یا کسی اور مجبوری کے تحت وکیل نہیں کر سکتا ہے تو وہ اس کے لیے وکیل مقرر کرے۔

ایڈوکیٹ کملا رائے شانتی سے عدالت میں ملتی ہے۔
یہ میرے مقدمہ کے کاغذات ہیں۔ مجھے غلط طریقے سے اپنی مالکن کی سونے کی زنجیر چرانے کے الزام میں پھانسا گیا ہے۔
انھیں شانتی کے صندوق میں دس ہزار روپے ملے تھے اور ان کا کہنا تھا کہ یہ چوری کی زنجیر کی فروخت سے حاصل شدہ کی رقم ہے۔لیکن یہ وہ رقم ہے جو ہم مل کر جمع کر رہے تھے۔
11.12.06
عدالت بیگم شندے کی سونے کی زنجیر چرانے اور اس کی فروخت سے حاصل قیمت دس ہزار روپیے اپنے پاس رکھنے کا جرم شانتی پر عائد کردیتی ہے۔
میں اس جرم سے انکار کرتی ہوں اور مقدمہ چلائے جانے کی درخواست کرتی ہوں۔
مجسٹریٹ کے سامنے مقدمہ شروع ہوتا ہے......
8.3.07
سرکاری وکیل حکومت کی جانب سے مقدمے میں حاضر ہوتا ہے۔ وہ شندے صاحب اور ان کی بیگم کو بنیادی گواہ کے طور پر پیش کرتا ہے۔
محترمہ شندے! یہ بتائیے کہ سونے کی زنجیر کیسے گم ہوئی؟
میں نے زنجیر کو دراز میں رکھا تھا۔شانتی نے اسے چرالیا۔شانتی کے علاوہ باہر کا کوئی دوسرا شخص میرے کمرے میں نہیں جاتا۔شندے صاحب نے میرے سامنے اس کے صندوق کی تلاشی لی اور ایک لفافہ میں دس ہزار روپے دیکھ کر ہم سکتے میں آ گئے۔شانتی نے یہ روپیہ میری سونے کی زنجیر کو بیچ کر حاصل کیا تھا۔وہ چور ہے۔
اس کے بعد۔ایڈوکیٹ رائے جرح کرتی ہیں۔
تو آپ یہ کہہ رہی ہیں کہ آپ نے شانتی کو زنجیر چراتے نہیں دیکھا، نہ ہی آپ کو زنجیر شانتی کے پاس ملی۔ پچھلے تین سالوں میں جب سے شانتی آپ کے یہاں کام کر رہی ہے آپ کے گھر سے کوئی شے چوری نہیں ہوئی آپ اسے ہر ماہ پابندی سے ایک ہزار روپیہ تنخواہ دیتی رہی ہیں۔
20.4.07
ایڈوکیٹ رائے دفاع کے گواہوں کی حیثیت سے سشیل اور اس کے مالک کا بیان لیتی ہیں۔ان کے بیانات کی بنیاد پر وہ یہ ظاہر کرنے میں کامیاب ہوجاتی ہیں کہ دس ہزار روپے جو شانتی کے صندوق میں پائے گئے ہیں وہ سشیل اور شانتی کی آمدنی کے بھی ہو سکتے ہیں۔

14.5.07

مقدمہ کے ختم ہوتے ہوتے سشیل کو یہ پتہ چلتا ہے کہ انسپکٹر شرما نے نوجوانوں کا ایک گروہ بے نقاب کیا ہے جو شندے صاحب کے پڑوس میں زیورات چرایا کرتا تھا۔ بیگم شندے کے بیٹے کے کچھ دوست بھی اس گروہ میں شامل ہیں۔ بیگم شندے کی زنجیر ان کے پاس سے برآمد ہوتی ہے۔ سشیل نے ایڈوکیٹ رائے کو یہ ساری باتیں بتائیں۔ ایڈوکیٹ رائے نے انسپکٹر شرما کو دفاع کے گواہ کی حیثیت سے عدالت میں پیش کیا۔

15.7.07

جج نے تمام گواہوں کی شہادتیں سنیں۔ انسپکٹر شرما کی گواہی کے بعد ایڈوکیٹ رائے نے جج کے سامنے جرح کی کہ اب یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ شانتی بے قصور ہے اس لیے اسے بری کردیا جائے۔

اوپر کی مثال سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ فوجداری عدلیہ کے ذریعے انصاف کے حصول میں چار کلیدی کردار ہوتے ہیں: **پولیس، سرکاری وکیل، دفاعی وکیل** اور **منصف یا جج**۔ اس معاملے میں آپ نے دیکھا کہ ان چاروں افراد۔ پولیس، سرکاری وکیل، وکیل دفاع اور جج نے کتنا اہم کردار ادا کیا ہے۔ آیئے اب ہم تفصیل سے ان کے کردار کو پرکھنے اور سمجھنے کی کوشش کریں۔

جرم کی تفتیش میں پولیس کا کیا کردار ہے؟

کسی شکایت کے بارے میں پولیس کا ایک اہم ترین کام یہ ہے کہ وہ تحقیق کرے کہ واقعی جرم ہوا ہے یا نہیں۔ تفتیش میں گواہوں (Witnesses) کے بیانات لکھنا اور دوسرے شواہد اکٹھا کرنا شامل ہیں۔ اس تفتیش کی بنیاد پر پولیس کی ذمے داری ہوتی ہے کہ وہ کوئی رائے قائم کرے۔ اگر پولیس سمجھتی ہے کہ شہادتیں ملزم کے جرم کی طرف اشارہ کر رہی ہیں تو اسے عدالت میں فرد جرم عائد کرنی پڑتی ہے۔ جیسا کہ اس باب کے شروع میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ کام پولیس کا نہیں ہے کہ وہ خود یہ فیصلہ کرے کہ کوئی شخص مجرم ہے یا بے گناہ۔ یہ فیصلہ کرنا جج کا کام ہے۔

آپ ایسا کیوں سمجھتے ہیں کہ پولیس کی تحویل کے دوران کیا گیا کوئی اعتراف ملزم کے خلاف عدالت میں شہادت کے طور پر استعمال نہیں کیا جاسکتا ہے؟

آپ یونٹ 2 میں قانون کی حکمرانی کے بارے میں پڑھ چکے ہیں۔اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس ملک کا قانون کا نفاذ ہر باشندے پر ہوتا ہے۔اس میں پولیس بھی شامل ہے۔ اس لیے پولیس کی تفتیش قانون کے مطابق اور انسانیت کی حرمت کو برقرار رکھتے ہوئے ہونی چاہیے۔سپریم کورٹ نے اس طریقۂ کار کی نشان دہی کی ہے جس پر پولیس کو ملزم کی گرفتاری،تحویل (detention) اور سوالات کے دوران کاربند رہنا چاہیے۔انھیں معمولی قانون شکنی (offences) میں بھی کسی طرح کی سزا دینے کا اختیار نہیں ہے۔

آئین کے آرٹیکل 22 اور فوجداری قانون میں ہر گرفتار شخص کو درج ذیل بنیادی حقوق دیے گئے:

- گرفتاری کے وقت اسے یہ جاننے کا حق ہے گرفتاری کس جرم کی بنا پر کی جارہی ہے۔
- گرفتاری کے چوبیس گھنٹے کے اندر ہی مجسٹریٹ کے سامنے پیش کیے جانے کا حق۔
- گرفتاری یا تحویل کے دوران کسی بھی طرح کی بدسلوکی یا ایذا رسانی سے محفوظ رہنے کا حق۔
- پولیس کی تحویل میں دیے گئے اقبالیہ بیان کو،ملزم کے خلاف بطور شہادت استعمال نہیں کیا جاسکتا۔
- 15 سال سے کم عمر کے لڑکے اور خواتین کو محض سوالات پوچھنے کے لیے پولیس اسٹیشن (تھانہ) میں نہیں بلایا جاسکتا۔

سپریم کورٹ نے ان مخصوص لوازم اور طریقۂ کار کی نشان دہی کر دی ہے جن پر پولیس یا دوسری تفتیشی ایجنسیوں کو کسی شخص کی گرفتاری،تحویل یا سوالات کے دوران کاربند رہنا ہے۔انہیں ڈی۔کے۔باسو کا ہدایت نامہ کہا جاتا ہے۔ان میں سے بعض درج ذیل ہیں۔

- گرفتاری یا جانچ کرنے والے پولیس افسر کی پوشاک پر اس کی پہچان،نام (Name Tag) اور عہدہ صاف اور واضح طور پر نمایاں ہونا چاہیے۔
- گرفتاری کے وقت 'گرفتاری نامہ' (Memo of Arrest) جس پر گرفتاری کی تاریخ اور وقت بھی درج ہو،تیار کرنا چاہیے۔اس کی تصدیق کے لیے کم سے کم ایک گواہ ہونا چاہیے۔وہ گرفتار کیے جانے والے شخص کے خاندان کا بھی ہوسکتا ہے۔گرفتاری نامہ پر گرفتار ہونے والے شخص کے دستخط ہونا چاہئیں۔
- گرفتار شدہ یا حراست میں رکھے جانے والے یا پوچھ تاچھ کیے جانے والے شخص کو اپنے کسی رشتہ دار،دوست یا بہی خواہ کو اطلاع دینے کا حق ہوتا ہے۔
- اگر گرفتار شدہ شخص کا دوست یا رشتہ دار اس ضلع سے باہر رہتا ہو تو پولیس کے لیے لازم ہے کہ گرفتاری کا وقت،جگہ اور جس جگہ رکھا گیا ہے،یہ سب تفصیلات گرفتاری کے 8 سے 12 گھنٹوں کے اندر بھیج دے۔

1۔ اب ہم شانتی کے واقعہ کی طرف واپس لوٹتے ہیں اور درج ذیل سوالوں کے جواب تلاش کرتے ہیں:

(a) جب شانتی کو چوری کے الزام میں گرفتار کیا گیا تو سب انسپکٹر راؤ نے اس کے بھائی سشیل کو دو دن تک پولیس حراست میں رکھا تھا۔ کیا پولیس کا اسے اس طرح تحویل میں رکھنا قانونی طور پر صحیح تھا؟ کیا اس سے ڈی۔ کے۔ باسو کے ہدایت نامہ کی خلاف ورزی ہوتی ہے؟

(b) کیا سب انسپکٹر راؤ نے شانتی کو گرفتار کرنے اور اس کے خلاف مقدمہ داخل کرنے سے پہلے شہادتوں کے مرتب کرنے اور گواہوں سے سوالات میں خاطر خواہ محنت کی تھی؟ درج بالا پولیس کی ذمہ داریوں کو سامنے رکھتے ہوئے آپ کے خیال میں سب انسپکٹر راؤ کو اپنی تفتیش کے ایک جز کے طور پر اور کیا کیا کرنا چاہیے تھا؟

2۔ آیئے اب معاملے کو ایک الگ زاویہ سے دیکھتے ہیں۔ مان لیجیے کہ شانتی اور اس کا بھائی سشیل پولیس اسٹیشن یہ شکایت درج کرانے جاتے ہیں کہ شندے صاحب کے بیس سالہ بیٹے نے ان کی بچت کے پندرہ ہزار روپے چرا لیے ہیں۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ تھانہ انچارج فوراً ان کی ایف آئی آر (FIR) درج کر لے گا؟ آپ کے خیال میں وہ کون سے عوامل ہو سکتے ہیں جو پولیس افسر کے ایف آئی آر درج کرنے یا درج نہ کرنے کے فیصلے پر اثر انداز ہو سکتے ہیں۔

پہلی اطلاعاتی رپورٹ یعنی ایف آئی آر (FIR) (First Information Report):

پہلی اطلاعاتی رپورٹ (FIR) درج ہونے کے بعد ہی پولیس جرم کی تفتیش کی ابتدا کر سکتی ہے۔ قانون کہتا ہے کہ کسی بھی تھانہ (پولیس اسٹیشن) کے افسر کے لیے ضروری ہے کہ جب کوئی شخص قابلِ گرفت (Cognizable) جرم کی اطلاع دے تو وہ پہلی اطلاعاتی رپورٹ درج کرے۔ یہ اطلاع پولیس کو زبانی یا تحریری دونوں طرح سے دی جا سکتی ہے۔ پہلی اطلاعاتی رپورٹ میں بالعموم جرم کی تاریخ، وقت اور جگہ نیز حادثہ کی نوعیت کا اندراج ہوتا ہے۔ اگر ملزم اور گواہوں کی شناخت معلوم ہو تو انھیں بھی درج کیا جاتا ہے۔ پہلی اطلاعاتی رپورٹ میں شکایت کنندہ (مستغیث) کا نام اور پتہ بھی درج ہوتا ہے۔ اس کا ایک مخصوص فارم ہوتا ہے جس میں پولیس پہلی اطلاعاتی رپورٹ درج کرتی ہے اور مستغیث (شکایت کنندہ) کے دستخط بھی لیتی ہے۔ مستغیث کو اس شکایت نامہ کی نقل مفت حاصل کرنے کا قانونی حق حاصل ہوتا ہے۔

2019-20

سرکاری وکیل کا کردار کیا ہے؟

کسی بھی جرم کو عوامی مفاد کے خلاف سمجھا جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ جرم متاثرہ فرد کے خلاف ہی نہیں ہوتا ہے بلکہ سماج کے خلاف بھی ہوتا ہے۔ کیا آپ کو سدھا کا کیس یاد ہے جس کی موت جہیز کے سلسلے میں واقع ہوئی تھی اور جسے ہم پچھلے باب میں پڑھ چکے ہیں؟ ملزم لکشمن اور اس کے خاندان والوں کے خلاف مقدمہ ریاست نے قائم کیا تھا۔ اسی وجہ سے یہ مقدمہ ریاست **(دھلی انتظامیہ)** بنام لکشمن کمار اور دیگر کہلایا۔ اسی طرح مذکورہ بالا مقدمہ 'ریاست بنام شانتی ہیمبرم' کہلائے گا نہ کہ بیگم شندے بنام شانتی ہیمبرم۔

عدالتوں میں سرکاری وکیل ریاستی مفاد کا نمائندہ ہوتا ہے۔ سرکاری وکیل کا کام اسی وقت سے شروع ہوجاتا ہے جب پولیس اپنی تفتیش مکمل کرکے فرد جرم عدالت میں داخل کردیتی ہے۔ جرم کی تفتیش میں اس (مرد یا عورت) کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ سرکاری وکیل کو ریاست کی طرف سے پیروی کرنا لازمی ہے۔ عدالت کے ایک افسر کے طور پر اس (مرد یا عورت) کی ذمہ داری ہے کہ غیر جانب داری (impartilly) کے ساتھ مکمل اور حقائق پر مبنی مواد، گواہوں اور شہادتوں کو عدالت کے سامنے پیش کرے تاکہ عدالت مقدمہ کا صحیح فیصلہ کرسکے۔

جج (منصف) کا کردار کیا ہے؟

جج کی حیثیت کھیل میں امپائر کی سی ہے جو مقدمہ کی کارروائی کو غیر جانب داری کے ساتھ کھلی عدالت میں چلاتا ہے۔ جج تمام گواہوں کے بیانات اور شہادتوں کو جو استغاثہ یا دفاع کی طرف سے پیش ہوتے ہیں، سنتا ہے۔ جج اس بات کا فیصلہ کرتا ہے کہ پیش کی گئی شہادتوں اور قانون کے مطابق ملزم قصوروار ہے یا بے گناہ۔ اگر ملزم پر جرم ثابت ہوتا ہے تو جج سزا سنا دیتا ہے۔ وہ اس شخص کو جیل بھیج سکتا ہے، اس کے اوپر جرمانہ عائد کرسکتا ہے یا قانون کے مطابق دونوں سزائیں دے سکتا ہے۔

جج نے تمام گواہوں کے بیانات سننے کے بعد شانتی سے کیا کہا؟

صاف ستھری عدالتی کارروائی کیا ہے؟

آیئے ایک لمحہ کے لیے ہم تصور کریں کہ اگر جج نے شانتی کے کیس کا فیصلہ دوسرے طور پر کرنے کی کوشش کی ہوتی تو کیا ہوتا؟ اگر عدالت نے شانتی کو فرد جرم اور گواہوں کے

بیانات کی نقل نہ دی ہوتی تو کیا ہوتا؟ اگر اس نے ایک پوشیدہ جگہ پر مقدمہ چلایا ہوتا جہاں شانتی اور سشیل موجود نہ ہوتے تو کیا ہوتا؟ اگر جج نے شانتی کے وکیل رائے کو استغاثہ کے گواہوں پر جرح کرنے کے لیے وقت دینے کے بجائے پہلے ہی شانتی کو مجرم قرار دینے کا فیصلہ کرلیا ہوتا تو کیا ہوتا؟ اگر یہ سب ہوا ہوتا تو یہ نہایت **غیر شفاف مقدمہ** ہوتا۔ یہ اس لیے کہ کسی مقدمہ کی شفافیت کے لیے کئی مختلف طریقوں کو روبہ عمل لانا ضروری ہوتا ہے۔ آئین کا آرٹیکل 21 جو زندگی کی ضمانت دیتا ہے واضح طور سے کہتا ہے کہ کسی شخص کی زندگی یا آزادی بلا کسی معقول اور مبنی بر انصاف عدالتی کارروائی کے بغیر سلب نہیں کی جاسکتی۔ صاف ستھری عدالتی کارروائی ہی آئین کے آرٹیکل 21 کو یقینی بنانے کی ضامن ہے۔ آیئے اب ہم پھر شانتی کے مقدمہ کی طرف واپس لوٹتے ہیں تاکہ ایک صاف ستھرے مقدمہ کے لازمی عناصر کا مطالعہ کرسکیں:

پہلے نمبر پر شانتی کو فرد جرم اور دوسری شہادتوں کی نقل فراہم کی گئی جو استغاثہ نے اس کے خلاف تیار کیا تھا۔ شانتی کے اوپر چوری کا الزام عائد کیا گیا جو کہ قانون کے تحت جرم ہے۔ مقدمہ **کھلی عدالت** میں عوام کے سامنے چلایا گیا۔ اس کا بھائی سشیل سماعت کے دوران عدالت میں حاضر رہتا تھا۔ مقدمہ **ملزمہ کی موجودگی میں چلایا گیا۔ ایک قانون داں (وکیل) نے شانتی کا دفاع کیا۔** شانتی کے وکیل ایڈوکیٹ رائے **کو استغاثہ کے گواہوں سے جرح** (Cross-examine) **کرنے کا موقع دیا گیا۔ ایڈوکیٹ رائے کو دفاع کے حق میں شہادتیں گزارنے کا موقع دیا گیا۔**

اگرچہ پولیس نے شانتی کے خلاف چوری کا مقدمہ دائر کیا لیکن **عدالت نے اسے بے گناہ تصور کیا۔** یہ استغاثہ کی ذمہ داری تھی کہ وہ شانتی کو ہر اعتبار سے **مجرم ثابت کرتا۔** اس مقدمہ میں استغاثہ ایسا کرنے میں ناکام ہوگیا۔

یہ بات اہم ہے کہ جج نے عدالت میں **شہادتوں کی بنیاد پر ہی معاملہ کا فیصلہ کیا۔** جج نے اس نتیجہ پر پہنچنے میں کوئی عجلت نہیں برتی۔ اس نے یہ فرض نہیں کرلیا کہ چوں کہ شانتی ایک غریب گھریلو ملازمہ ہے اس لیے وہ چور ہے۔ جج نے بالکل **غیر جانب داری** برتی اور شہادتوں نے بتایا کہ شانتی نہیں بلکہ کچھ نوجوان چوری میں ملوث تھے اس لیے اس نے شانتی کو بری

کر دیا۔ شانتی کے مقدمے میں انصاف اس لیے مل سکا کہ **مقدمہ صاف ستھرا اور شفاف طریقے سے چلایا گیا۔**

دستور اور قانون دونوں کا تقاضہ یہ ہے کہ ہم نے اس باب میں جتنے لوگوں کے بارے میں گفتگو کی ہے سبھی کو مناسب طریقے سے اپنی ذمہ داریاں ادا کرنی چاہیے۔ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ان سبھی کو اس انداز سے کام کرنا چاہیے کہ ہر شہری کو خواہ وہ کسی طبقہ، ذات، جنس، مذہب یا فکر سے تعلق رکھتا ہو، اگر ملزم قرار دیا جائے تو صاف ستھرے مقدمہ کا حق ملے۔ قانون کا یہ رصول کہ قانون کی نظر میں ہر شخص برابر ہے اُس وقت تک کوئی معنی نہیں رکھتا جب تک کہ دستوری طور پر ہر شخص کو صاف شفاف مقدمہ کا حق حاصل نہ ہو۔

صفحہ 74 پر جلی حروف میں لکھی گئی ساری کارروائیاں ایک صاف شفاف مقدمہ کے لیے انتہائی اہمیت رکھتی ہیں۔ آپ اپنے الفاظ میں لکھیے کہ شانتی کے مقدمہ کی بنیاد پر مندرجہ ذیل کارروائیوں سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟

a۔ کھلی عدالت:

b۔ شہادت کی بنیاد:

c۔ استغاثہ کے گواہوں سے جرح:

اپنی کلاس میں اس پر بحث کیجیے کہ اگر شانتی کے مقدمہ میں درج ذیل طریقے نہ اپنائے گئے ہوتے تو کیا ہوتا؟

a۔ اگر شانتی کا دفاع اُس کی وکیل نہ کرتی:

b۔ اگر عدالت نے اسے بے گناہ فرض نہ کیا ہوتا:

مشقیں

پیس لینڈ نام کے شہر میں فیسٹا فٹ بال ٹیم کے حامیوں کو پتا چلا کہ جوبلی فٹ بال ٹیم کے حامیوں نے چالیس کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع قریب کے شہر میں، جہاں دوسرے دن ان دونوں ٹیموں کے درمیان فائنل مقابلہ ہونے والا تھا، میدان کو نقصان پہنچا دیا ہے۔ فیسٹا کے مداحوں کے ایک گروہ نے جو مہلک ہتھیاروں سے لیس تھا، شہر میں جوبلی فٹ بال ٹیم کے حامیوں پر حملہ کر دیا۔ حملے میں دس آدمی جان سے مارے گئے، پانچ عورتیں بُری طرح زخمی ہوئیں، بہت سے مکانات تباہ ہوئے اور پچاس افراد زخمی ہوئے۔

تصور کیجیے کہ آپ اور آپ کے ہم جماعت کسی فوجداری عدلیہ نظام کا ایک حصہ ہیں۔ پہلے اپنی جماعت کو ان چار گروہوں میں تقسیم کیجیے۔

1۔ پولیس 2۔ سرکاری وکیل 3۔ وکیل دفاع 4۔ منصف (جج)

نیچے دیے گئے جدول میں داہنی طرف کے خانے میں کاموں کی ایک فہرست ہے۔ انھیں بائیں طرف دیے گئے افراد کی ذمہ داریوں سے ملائیے۔ ہر گروپ کو وہ ذمہ داریاں منتخب کرنے دیجیے جن سے فیسٹا کے مداحوں کے تشدد کے سبب متاثرین کو انصاف دلانے میں مدد مل سکے۔ یہ کام کس ترتیب سے انجام دیے جائیں گے؟

کردار	کام
پولیس	گواہوں کی سماعت
	گواہوں کے بیانات کو تحریر کرنا
سرکاری وکیل	گواہوں سے جرح کرنا
	جلے ہوئے مکانات کی تصویر لینا
وکیل دفاع	شہادتوں کو لکھنا
	فیسٹا کے مداحوں کو گرفتار کرنا
جج (منصف)	فیصلہ لکھنا
	متاثرین (مجروحین) کی طرف سے مقدمہ میں بحث
	اس بات کا فیصلہ کرنا کہ ملزمین کو کتنے عرصے تک جیل میں رکھا جائے
	عدالت میں گواہوں کے بیانات لینا
	فیصلہ سنانا
	زخمی عورتوں کا طبی معائنہ کرانا
	صاف اور شفاف مقدمہ کا انعقاد
	ملزمین سے ملاقات کرنا

اب اسی صورت حال کو سامنے رکھیے لیکن فیسٹا کلب کے حامی کسی طالب علم سے مندرجہ بالا تمام کاموں کو تنہا کرنے کے لیے کہیے۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اگر یہ تمام کام ایک ہی آدمی کرے تو فوجداری نظام کے تحت متاثرین کو انصاف مل سکے گا؟ آخر کیوں نہیں؟

ایسے دو اسباب بیان کیجیے جن کی وجہ سے آپ سمجھتے ہیں کہ فوجداری نظام کے تحت مختلف کاموں کے لیے الگ الگ افراد ہونے چاہئیں۔

ملزم(Accused): اس باب کے سیاق میں وہ شخص جس کے خلاف عدالت میں کسی جرم کے تحت مقدمہ چل رہا ہو۔

دخل اندازی(Cognizable): اس باب کے سیاق میں یہ اس قانون شکنی کو کہتے ہیں جس کے لیے بغیر عدالتی اجازت کے پولیس کسی شخص کو گرفتار کرسکتی ہے۔

جرح(Cross examine): اس باب کے سیاق میں جرح اس گواہ سے سوالات کرنے کو کہتے ہیں جس سے مخالف فریق پہلے ہی سوالات کر چکا ہے تا کہ اس کی شہادت کے قابل قبول ہونے یا نہ ہونے کا یقین کیا جا سکے۔

تحویل میں لینا یا پکڑ کر رکھنا(Detention): اس باب کے سیاق میں اس کا مطلب پولیس کا غیر قانونی طور سے کسی شخص کو روک کر رکھنا ہوتا ہے۔

غیر جانبداری(Impartial): صاف ستھرا اور منصفانہ برتاؤ جس میں ایک فریق کے مقابلے میں دوسرے فریق کی جانبداری ظاہر نہ ہو۔

قانون شکنی(Offence): ایسا فعل جسے قانون جرم قرار دے۔

جرم کا الزام لگانا(To be charged of a crime): اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے جب جج ملزم کو تحریری طور پر بتاتا ہے کہ کس الزام کے تحت اس کے اوپر مقدمہ چلے گا۔

گواہ(Witness): اس باب کے سیاق میں اس سے وہ شخص مراد ہے جسے عدالت میں اس لیے طلب کیا جاتا ہے کہ اس نے خود جو کچھ دیکھا ہے یا سنا ہے یا جو کچھ وہ جانتا ہے/جانتی ہے، اسے بیان کرے۔